# ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

انسان اس دنیا میں خود اپنے ارادہ سے پیدا نہیں ہوا ہے، بلکہ پیدا کیا گیا ہے، دنیا میں بہت سی چیزیں اس کے لئے فائدہ مند ہیں اور بہت سی چیزیں مضرت رساں، وہ خود اپنے نفع ونقصان سے بھی کما حقہ واقف نہیں، اس کے اندر قسم قسم کی خواہشات اور آرزوئیں ہیں، اس کے نفس میں ایسی حسرتیں بھی پلتی رہتی ہیں جو اسی کے جیسے دوسرے انسانوں کے لئے تباہی وبربادی اور نقصان کا باعث ہیں، بعض ایسی تمنائیں بھی دل میں مچلتی اور ذہن کو بے قرار رکھتی ہیں، جو اس کے لئے نہ صرف روحانی بلکہ مادی اور جسمانی اعتبار سے بھی انتہائی نقصان دہ ہوتی ہیں، اس لئے اگر انسان کو زندگی گذارنے کے بارے میں آزاد اور بے لگام چھوڑ دیا جائے، تو وہ نہ صرف دوسروں کے لئے بلکہ خود اپنے لئے بھی طرح طرح کی مصیبتیں اور مشکلات پیدا کرسکتا ہے، اس لئے اسے صحیح طریقہ پر زندگی گذارنے کے لئے پیدا کرنے والے کی جانب سے ہدایت نامہ کی ضرورت ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ یہ ہدایت نامہ کسی انسان ہی کے ذریعہ آئے اور وہ اس پر عمل کر کے دکھائے اور بتائے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ہر دور میں اس کی تعلیم وتربیت کا سروسامان بھی فرمایا، چنانچہ انسان کی رہنمائی کے لئے اللہ نے ہدایت نامے بھیجے، جسے 'کتاب اللہ' کہا جاتا ہے اور اسے پہنچانے اور عملی طور پر اسے برت کر دکھانے کے لئے انبیاء کرام کو بھیجا۔

حضرت آدم علیہ السلام جیسے پہلے انسان تھے، ویسے ہی پہلے پیغمبر بھی تھے، نبوت ورسالت کا یہ سلسلہ پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا، چوں کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات منظور تھی کہ سلسلۂ نبوت آپ ﷺ پر تمام ہوجائے، اس لئے قدرتی طور پر وہ اسباب بھی باقی نہ رہے جن کی وجہ سے نئے نبی کی ضرورت پیش آتی تھی، نیا نبی یا تو اس لئے بھیجا جاتا تھا کہ احکام شریعت میں کوئی تبدیلی مقصود ہوتی اور قرآن نے واضح کردیا کہ اب شریعت الٰہی درجۂ

کمال وتمام کو پہنچ گئی ہے اور نعمتِ ہدایت کا اہتمام ہو چکا ہے، الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ: ۳) یا نبی اس لئے بھیجے جاتے تھے کہ پہلے نبی پر ایمان رکھنے والوں میں کوئی ہدایت یافتہ اور حق پر ثابت قدم گروہ باقی نہ رہا ہو، یا اس لئے کہ پہلے جو آسمانی کتاب اتری ہو، لوگوں نے اس میں ملاوٹ پیدا کردی ہو، نبوت محمدی کا معاملہ یہ ہے کہ جو کتاب آپ پر نازل ہوئی وہ ایک زبر زیر کی تبدیلی کے بغیر موجود اور محفوظ ہے، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس اُمت میں بہت بڑا طبقہ راہ ہدایت پر قائم ہے اور قائم رہے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اُمت کبھی بھی گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتی، لاتجتمع أمتی علی ضلالۃ، اس لئے آپ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

چنانچہ اس بات پر اُمت کا اجماع ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی نبوت ختم ہو چکی ہے اور آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی نہیں رہی، یہ نہ صرف اُمت کا اجماعی عقیدہ ہے، بلکہ اس پر قرآن مجید اور صحیح حدیثیں ناطق ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین (الاحزاب: ۴۰) آسمانی صحائف میں ہمیشہ اگلے رسول کے بارے میں اُمت سے عہد لیا جاتا تھا کہ وہ ان پر ایمان لائیں گے، اگر آپ کے بعد کسی نبی کی آمد ممکن ہوتی تو ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پوری اہمیت اور وضاحت کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا ہوتا، لیکن قرآن مجید نے کہیں اس کا کوئی ذکر نہیں کیا؛ بلکہ اس کے برعکس بہت ہی واضح الفاظ میں آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اعلان فرمایا گیا اور اشارۃً تو کتنے ہی مقامات پر آپ ﷺ پر ختم نبوت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

حدیثیں اس سلسلہ میں اتنی کثرت اور وضاحت کے ساتھ مروی ہیں کہ ان کا احاطہ دشوار ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اور انبیاء کی مثال ایسے محل کی ہے جسے نہایت ہی خوبصورت طریقہ پر بنایا گیا ہو اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ بچی ہو، دیکھنے والے اسے دیکھتے ہوں اور اس کے حسن تعمیر پر حیرت زدہ ہوں، سوائے اس اینٹ کی جگہ کے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں وہی اینٹ ہوں، مجھ پر عمارت مکمل ہو گئی ہے، رسولوں کا سلسلہ ختم ہوا اور میں آخری نبی ہوں۔ (بخاری: ۱/۵۰۱) حضرت ابو ہریرہ ہی کی روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ چھ باتوں میں آپ کو تمام انبیاء پر فضیلت دی گئی، ان میں دو باتیں یہ تھیں کہ آپ تمام مخلوقات کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ (مسلم: ۱۹۹/۱) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ عنقریب میری اُمت میں تیس جھوٹے نبی پیدا ہوں گے، جو کہیں گے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں؛ حالاں کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، (ابوداؤد: ۱/۵۸۴) دارمی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میں پیغمبروں کا قائد اور خاتم ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں، (دارمی، حدیث نمبر: ۴۹) آپ

ﷺ نے اپنا ایک نام ''عاقب'' بتایا اور پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا یعنی وہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو، انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی۔ (بخاری:۱/۵۰۱)

حدیثوں نے اس بات کو بھی واضح کر دیا کہ حضور ﷺ کے بعد کسی بھی طرح کی نبوت باقی نہیں رہی، چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے بعد نبوت کی گنجائش ہوتی تو تم نبی ہوتے، لوکان بعدی نبیاً لکان عمر (ترمذی ۲۰۹/۲) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ تم میری نسبت سے ویسے ہی ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام تھے، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا: انت منی بمنزلة ھارون من موسی إلا أنه لانبی بعدی (بخاری: ۶۳۳/۲)، آپ ﷺ نے اس کو مزید واضح کرتے ہوئے فرمایا میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو، أنا اخر الانبیاء وأنتم آخر الامم، (ابن ماجہ: ۲۰۷/، باب فتنة الدجال) آپ ﷺ نے اپنی مسجد کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ انبیاء سے منسوب جو مسجدیں تھیں، ان میں آخری مسجد میری مسجد ہے، مسجدی خاتم مساجد الانبیاء (دیلمی، حدیث نمبر: ۱۱۲)۔۔۔۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فرمودات سے واضح ہے کہ آپ پر ہر طرح کی نبوت ختم ہو چکی ہے، آپ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب آخری کتاب ہے، آپ کی اُمت آخری اُمت ہے، انبیاء سے منسوب مساجد میں آپ کی مسجد آخری مسجد ہے اور آپ کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

چوں کہ یہود ونصاریٰ کو اسلام سے ہمیشہ سے عناد رہا ہے اور انھوں نے میدان جنگ سے لے کر معرکہ فکر ونظر تک ہر جگہ اسلام پر یلغار کی ہے، اس لئے انھوں نے اپنے استعماری دور میں ایک نئی تدبیر سوچی کہ کسی شخص کو نبوت کا علمبردار بنا کر کھڑا کیا جائے، تاکہ نبوت محمدی کے مقابل ایک نئی نبوت وجود میں آئے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے اُمت محمدیہ کو جو محبت ہے، وہ محبت تقسیم ہو جائے، اس کے لئے ایک ایسے علاقہ کا انتخاب کیا گیا جو اس وقت انگریزوں کی عملداری میں تھا، تاکہ ایسے جھوٹے مدعیٔ نبوت کی پوری حفاظت اور حوصلہ افزائی ہوسکے، چنانچہ پنجاب سے ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کام کے لئے تیار کیا گیا، مرزا صاحب نے خود ہی اپنے بارے میں لکھا ہے کہ میں انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہوں، انگریزوں نے اپنی اس کاشت کو بارآور کرنے اور تقویت پہنچانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔

نبیؑ کے دعوے میں کبھی تدریج نہیں ہوتی، یعنی ایسا نہیں ہوتا کہ وہ آہستہ آہستہ دعویٔ نبوت تک پہنچے، حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ کی تلاش میں کوہِ طور پر پہنچے تھے؛ لیکن اچانک ہی نبوت سے سرفراز کئے گئے، رسول اللہ ﷺ نے وحی نازل ہونے سے پہلے کبھی اس سلسلہ میں کوئی گفتگو نہیں فرمائی کہ اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کا کلام لے نازل ہوئے؛ لیکن مرزا صاحب ایک ایک سیڑھی چڑھتے ہوئے دعویٔ نبوت تک پہنچے، پہلے اللہ کی طرف سے ملہم ہونے کا دعویٰ

کیا، یعنی ان پر الہام ہوتا ہے، پھر دیکھا کہ حدیث میں حضرت مسیح کے نزول کی پیشین گوئی ہے، تو مسیح ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے، جب لوگوں نے کہا کہ حضرت مسیح کے زمانہ میں امام مہدی کا بھی ظہور ہوگا، کہنے لگے کہ میں ہی مہدی ہوں، پھر دعویٰ نبوت ہی کر بیٹھے، اولاً تو اپنی نبوت کو حضور ﷺ کی نبوت کا سایہ کہتے تھے، لیکن پھر اپنے کو حضور سے افضل کہنے سے بھی نہیں چوکے اور ان کے متبعین نے آپ ﷺ کی دعوت کو ہلال ''یعنی پہلی شب'' کا چاند اور مرزا صاحب کی دعوت کو ''بدر کامل'' یعنی چودھویں شب کا چاند قرار دیا، نبی کی بات میں تضاد نہیں ہوتا، مگر مرزا صاحب کے یہاں اس قدر تضادات ہیں کہ شمار سے باہر ہیں، نبی خدا کی صفات اور جلالت شان کو وضاحت وصراحت کے ساتھ بیان کرتا ہے اور اپنی عبدیت وبندگی کو بے کم وکاست سامنے رکھ دیتا ہے، لیکن مرزا صاحب کا حال یہ ہے کہ اپنے آپ کو خدا کا مانند کہنے سے بھی نہیں چوکتے، (روحانی خزائن: ۱۷/۱۳/۴۱۳) ایک موقع سے کہتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں، (روحانی خزائن: ۵/۵۶۴) مرزا صاحب اپنے بارے میں کہتے ہیں کہ یا خدا خود آسمان سے اُتر آیا ہے، کأن اللّٰہ نزل من السماء۔ (اشتہار ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء)

نبی کی زبان بہت ہی شائستہ اور مہذب ہوتی ہے، دشمنوں کے بارے میں بھی تہذیب واخلاق سے گری ہوئی بات اس کی زبان اور قلم پر نہیں آتی، لیکن مرزا صاحب کے یہاں اپنے مخالفین کے لئے سور، کتے، حرامی وغیرہ کے الفاظ عام ہیں اور انھیں اس طرح کے تخاطب میں کوئی تکلف نہیں، کہتے ہیں کہ ''جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا، تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے، حرام زادہ کی یہی نشانی ہے، کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے، '' (نور الاسلام: ۳۰) مشہور عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری کو ''کتا مردار خوار'' (**روحانی خزائن: ۱۱/۳۰۹**)، مولانا محمد حسین بٹالوی کو ''پلید، بے حیاء، سفلہ، گندی کارروائی، گندے اخلاق وغیرہ'' کے القاب سے نوازا ہے، مولانا سعد اللہ لدھیانوی کو ''نطفۂ سفہا، کنجری کا بیٹا'' یہ چند کلمات بطور نمونہ کے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن زیادہ لعنت کرنے والا نہیں ہوسکتا، خود مرزا صاحب نے کہا ہے کہ مومن لعّان نہیں ہوتا، (**روحانی خزائن: ۱۳/۴۵۶**) لیکن خود مرزا صاحب نے عیسائیوں کے خلاف جو کتاب لکھی تو محض چار صفحات میں ایک ہزار بار صرف لعنت لعنت کے کلمات لکھے، (**حوالۂ سابق: ۸/۶۳-۱۵۸**) اور آریوں پر جو لعنت بھیجنی شروع کی ہے تو ایک ساتھ پورے دس دفعہ صرف لعنت کا لفظ ہے، (**حوالۂ سابق: ۲/۳۷۶**) اس سے مرزا صاحب کی زبان وبیان کے معیار کا اندازہ کیا جاسکتا ہے اور غور کیا جاسکتا ہے کہ نبی تو کجا کیا کسی مہذب آدمی کو بھی ایسے الفاظ زیب دیتے ہیں؟

مرزا صاحب کے دیگر حالات بھی اس پہلو سے قابل مطالعہ ہیں، صرف مرزا صاحب کے محمدی بیگم سے نکاح کی شدید خواہش اور اس سلسلہ میں بار بار وحی الٰہی کا دعویٰ، پھر محمدی بیگم، اس کے شوہر اور اس کے متعلقین کے لئے بددعاء اور

ہلاکت و بربادی کی پیشین گوئی اور بالآخران تمام پیشین گوئیوں کا غلط ثابت ہونا ایسی باتیں ہیں، جو مرزا صاحب کے اخلاق وعادات کو بھی روشنی میں لاتی ہیں، مگر افسوس کہ جن مسلمانوں کو مذہبی معلومات حاصل نہیں ہیں، یا جو لوگ دیہات میں رہتے ہیں اور وہ کلمہ اور نماز اور دین کے بنیادی احکام سے بھی ناواقف ہیں، وہ دھوکہ میں آجاتے ہیں اور ظاہری طور پر کلمہ کی وحدت اور کچھ عمومی افعال میں یکسانیت کی وجہ سے لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں، پھر جہاں حقیقتِ حال کا ان کو علم ہوتا ہے اور مسلمان وہاں پہنچتے ہیں، وہاں سے ان غارت گرانِ ایمان کو راہ فرار اختیار کرنی پڑتی ہے، ان کی مالی تحریص، عبادت گاہ اور مکتب کا انتظام اور دوسری ترغیبات سب کی سب اکارت ہوجاتی ہیں، اگر مسلمانوں پر ان باغیانِ ختم نبوت کے افکار واعتقادات واضح ہوجائیں تو یہی کافی ہے۔

لیکن اس پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے کہ ہم نے اپنی تمام دینی تحریکات، تعلیمی نظام اور دعوتی کوششوں کا محور صرف پررونق شہروں کو بنالیا ہے اور ہمارے جو بھائی دیہات کی تیرہ وتاریک فضاء میں رہتے ہیں، جہاں نہ علم کی روشنی ہے اور نہ برقی کے لیمپ، نہ خوبصورت سڑکیں ہیں، نہ راحت بخش عمارتیں اور عشرت کدے، ان غریب بھائیوں کو ہم نے بالکل بھلا رکھا ہے، ایسا کہ گویا ان سے ہمارا کوئی مذہبی اور ایمانی رشتہ ہی نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوت ہماری طرف متوجہ ہے کہ ہم اپنے ان بھائیوں کی طرف نگاہِ محبت اُٹھائیں، ان کے ایمان کی حفاظت کریں اور ان کو حقیقی صورت حال سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں، ہماری تھوڑی سی توجہ انھیں انتداد کی کھائی میں گرنے سے بچاسکتی ہے، ہم اپنی آمدنی کا بہت ہی معمولی حصہ نکال کر گاؤں گاؤں مکاتب کا نظام قائم کرسکتے ہیں، کتنے ہی گاؤں ہیں، جہاں سینکڑوں سال سے مسلمان آباد ہیں، لیکن وہاں ایک چھوٹی سی مسجد موجود نہیں، ہم چھپر کی سہی، ایک مسجد بنادیں، انہی مسجدوں میں بچوں کی بنیادی دینی تعلیم کا انتظام کردیں اور علم کا ایک چراغ وہاں روشن ہوجائے، تو انشاء اللہ انھیں ہرگز گمراہ نہ کیا جاسکے گا اور کفر اپنی ساری سازشوں کے باوجود خاسر ومحروم ہی رہے گا، لیکن کیا ہم اس کے لئے تیار بھی ہیں؟؟

☆☆☆